

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد



شعبہ تربیت جماعت احمدیہ جرمنی



حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام  
مسیح موعود و مہدی موعود

کتاب کا نام: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد

جملہ حقوق محفوظ ہیں: Verlag der Islam

سن اشاعت: 2016ء

Genfer Str 11

60437 Frankfurt am Main

مزید معلومات کے لئے

[www.verlagderislam.de](http://www.verlagderislam.de)

printed in Germany



# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد

”آؤ لو گو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد

حضرت خلیفۃ المسیح الخا مس ایده اللہ تعالیٰ، نصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

”انبیاء دنیا میں بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے، بندے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنانے کے لئے، بندے کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر چلانے کے لئے آتے ہیں۔ اور ان سب انبیاء میں سے کامل اور مکمل تعلیم لے کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آئے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے اوپر اتنی ہی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا حق ادا کر دیا اور پھر چودہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے پھر اس عظیم کام کی تجدید کی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ دنیا کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کس طرح تلاش کرنی ہے، کس طرح اس تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی تلاش ہے، اُس تک پہنچنے کی خواہش ہے تو اب صرف اور صرف مذہب اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ پھر آپ نے غیر مذہبوں کو بھی یہی دعوت دی۔ اپنی ایک نظم کے ایک مصرعے میں آپ فرماتے ہیں: ”آؤ لو گو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے۔“ (خطبہ جمعہ 9 مارچ 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 30 مارچ 2012ء تا 05 اپریل 2012ء۔ صفحہ 5)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد بار اپنی ملفوظات اور تحریرات میں اس سلسلہ کے قیام کی غرض اور اس سلسلہ کے احباب کن خصوصیات اور صفات سے متصف ہوں بیان فرمایا ہے ان ارشادات میں سے کچھ یہاں استفادہ کے لئے پیش ہیں۔

## انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- ”انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں۔ اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 8-9)

## وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- ”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔“

فرمایا:- ”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔“ (الوصیۃ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306، 307)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنائیک اثر ڈالے اور اُن کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت



و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ اُن نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔“ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 561- تا 562)

”یقیناً یاد رکھو۔ یہ سلسلہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے۔“



اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا، تو دنیا میں نصرانیت پھیل جاتی اور خدائے وحدہ لا شریک کی توحید قائم نہ رہتی۔ یا یہ مسلمان ہوتے جو اپنے ناپاک اور جھوٹے عقیدوں کے ساتھ نصرانیت کو مدد دیتے ہیں اور اُن کے معبود اور خدا بنائے ہوئے مسیح کے لیے میدانِ خالی کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ اب کسی ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہوگا۔ یہ ضرور بڑھے گا اور پھولے گا اور خدا کی بڑی بڑی برکتیں اور فضل اس پر ہوں گے۔ جب تمہیں خدا کے زندہ اور مبارک وعدہ ہر روز ملتے ہیں اور وہ تسلی دیتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہاری دعوت زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ پھر ہم کسی کی تحقیر اور گالی گلوچ پر کیوں مضطرب ہوں“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 213)

فرمایا: ”غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسی لیے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 65)

### یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہو

”جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صد ہا نشان اس نے ظاہر کیے ہیں۔ اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ آخرین منہم میں داخل ہوتے ہیں، اس لیے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اُتار دیں۔ اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں۔ مہج اعموج (ٹیڑھی فوج) کے دشمن ہوں۔ اسلام پر تین زمانے گزرے ہیں۔ ایک قرونِ ثلاثہ اس کے بعد مہج اعموج کا زمانہ جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ لَيْسُوا مِنِّي وَ لَسْتُ

مِنْهُمْ۔ یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے ہوں اور تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ سے ملحق ہے بلکہ حقیقت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 67)

اپنے منظوم کلام میں فرمایا:

مبارک وہ جواب ایمان لایا  
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

مزید فرماتے ہیں:

”اس جماعت میں جب داخل ہوئے ہو تو اس کی تعلیم پر عمل کرو۔ اگر تکالیف نہ پہنچیں تو پھر ثواب کیونکر ہو سببِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تیرہ (13) برس دکھ اٹھائے تم لوگوں کو اس زمانے کی تکالیف کی خبر نہیں اور نہ وہ تم کو پہنچیں ہیں مگر آپ نے صحابہؓ کو صبر ہی کی تعلیم دی۔ آخر کار سب دشمن فنا ہو گئے۔ ایک زمانہ قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ یہ شریر لوگ بھی نظر نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس پاک جماعت کو دنیا میں پھیلائے۔ اب اس وقت یہ لوگ تمہیں تھوڑے دیکھ کر دکھ دیتے ہیں مگر جب یہ جماعت کثیر ہو جائے گی تو یہ سب خود ہی چپ ہو جائیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ دکھ نہ دیتے اور دکھ دینے والے پیدا نہ ہوتے مگر خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ سے صبر کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ تھوڑی مدت صبر کے بعد دیکھو گے کہ کچھ بھی نہیں ہے جو شخص دکھ دیتا ہے یا تو توبہ کر لیتا ہے یا فنا ہو جاتا ہے۔ کئی خط اس طرح کے آتے ہیں کہ ہم گالیاں دیتے تھے اور ثواب جانتے تھے لیکن اب توبہ کرتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں صبر بھی ایک عبادت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر والوں کو وہ بدلے ملیں گے جن کا کوئی حساب نہیں ہے۔ یعنی ان پر

بے حساب انعام ہوں گے۔ یہ اجر صرف صابروں کے واسطے ہے۔ دوسری عبادت کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے۔ جب ایک شخص ایک کی حمایت میں زندگی بسر کرتا ہے تو جب اسے دکھ پر دکھ پہنچتا ہے تو آخر حمایت کرنے والے کو غیرت آتی ہے اور وہ دکھ دینے والے کو تباہ کر دیتا ہے اسی طرح ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی حمایت میں ہے اور دکھ اٹھانے سے ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ صبر جیسی کوئی شے نہیں ہے“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 543.544)

### ہماری جماعت کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہئے

”ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہیے۔ اور ان کو شکر کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یونہی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صد ہا نشان دکھائے ہیں۔ کیا کوئی تم میں سے ایسا بھی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں جس کو ہماری صحبت میں رہنے کا موقع ملا ہو اور اس نے خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ نشان اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔ ہماری جماعت کے لئے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو۔ کیونکہ اگر سستی ہو۔ تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات

کے لئے جوش نہ ہو۔ تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔“ (ملفوظات  
جلد دوم صفحہ 710-711)

## تعلیم کے موافق عمل کرنے کی نصیحت

”ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا۔ وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے۔ محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجائے گا کہ وہ الگ ہو جائے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔ اعمال پروں کی طرح ہیں۔ بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لئے پرواز نہیں کر سکتا۔ اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتا جو ان کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ پرندوں میں فہم ہوتا ہے۔ اگر وہ اس فہم سے کام نہ لیں تو جو کام ان سے ہوتے ہیں نہ ہو سکیں۔ مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی اور اسی طرح نامہ بر کبوتر جو ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے فہم سے کس قدر کام لینا پڑتا ہے۔ کس قدر دور دراز کی منزلیں وہ طے کرتے ہیں۔ اور خطوط کو پہنچاتے



ہیں۔ اسی طرح پر پرندوں سے عجیب عجیب کام لئے جاتے ہیں۔ پس پہلے ضروری ہے کہ آدمی اپنے فہم سے کام لے اور سوچے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کے لئے ہے یا نہیں۔ جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھوں سے کام لینا ضروری ہوتا ہے سستی اور غفلت نہ کرے۔ ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے۔ لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی کی وجہ سے دھوکا میں پڑ جاتا ہے۔ اس لئے خالی الذہن ہو کر تحقیق کرنی چاہئے۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 711)

## اولیاء بننے کی کوشش کرے

”ہماری جماعت کو واجب ہے کہ اب تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے۔ اس وقت زمینی اسباب کچھ کام نہ آوے گا نہ منصوبہ اور حجت بازی کام آئے گی۔ دنیا سے کیا دل لگانا ہے اور اس پر کیا بھروسہ کرنا ہے یہ ہی امر غنیمت ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح کی جائے اور اس کا یہی وقت ہے۔ ان کو یہی فائدہ اٹھانا چاہئے کہ خدا سے اسی کے ذریعہ سے صلح کر لیں۔ بہت مرضیں ایسی ہوتی ہیں کہ دلالہ کا کام کرتی ہیں اور انسان کو خدا سے ملا دیتی ہیں۔ خاص ہماری جماعت کو اس وقت وہ تبدیلی ایک مرتبہ ہی کرنی چاہئے جو کہ اس نے دس برس میں کرنی تھی اور کوئی جگہ نہیں ہے جہاں ان کو پناہ مل سکتی ہے اگر وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے دعائیں کریں تو ان کو بشارتیں بھی ہو جائیں گی۔ صحابہؓ پر جیسے سکینت اتری تھی ویسے ان پر اترے گی صحابہؓ کو انجام تو معلوم نہ ہوتا تھا کہ کیا ہو گا مگر دل میں یہ تسلی ہو جاتی تھی کہ خدا تعالیٰ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔

در اصل سکینت اسی تسلی کا نام ہے۔ جیسے میں اگر طاعون زدہ ہو جاؤں اور گلے تک میری جان آجائے تو مجھے ہر گز یہ وہم نہیں ہو گا کہ میں ضائع ہو جاؤں گا اس کی کیا وجہ ہے؟ صرف وہی تعلق جو میرا خدا کے ساتھ ہے وہ بہت قوی ہے انسان کے لئے ٹھیک ہونے کا یہ مفت کا موقع ہے راتوں کو جاگو۔ دعائیں کرو۔ آرام کرو (لیکن) جو کسل اور سستی کرتا ہے وہ اپنے گھر والوں اور اولاد پر ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ تو مثل جڑھ کے ہے اور اہل و عیال اس کی شاخیں ہیں۔ تھوڑے ابتلا کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے

لکھا ہے۔ أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ (العنکبوت: ۳)

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 581)

### خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو

”اصل توحید کو قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جبکہ عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔ نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے، تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے۔ مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے، تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اُس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں، بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں۔ میرے غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔ اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لیے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا۔ جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لیے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہیے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا جبکہ خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اُتار کر آستانہ رُبو بیت پر نہ گر



جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں، تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لیے تیار ہو گیا۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ:

ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو

اور پیر پرست نہ بنو۔ بلکہ پیر بنو

تم ان راہوں سے آؤ۔ بیشک وہ تنگ راہیں ہیں۔ لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے۔ اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے، پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور راسخا بن نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہو گا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اُسے فریب دے سکتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 138-139)

## اس زمانے کا حصن حصین میں ہوں

" جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانے کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے۔ اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں

ہے اور میں اُس میں ہوں۔" (فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے  
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

## تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے

آپ فرماتے ہیں:- ”میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقتہ نماز کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے بن ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔۔۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راسخ بازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور

یقیناً وہ بد بختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہیں کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راسعجاز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

چاہیے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلافت کے اور کچھ نہ ہو۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے۔۔۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکا یا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں ان کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے مہرّ اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 46 تا 49 اشتہار بتاریخ 29 مئی 1898)

آپ فرماتے ہیں:- ”میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں۔ اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں

کو چھوڑتا ہوں۔ لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے۔ میں اور میرا خدا، ان سے بیزار ہیں۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں۔ کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں۔ اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفسد میں مشغول ہو جاتے ہیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ ان کی نظر پاک ہے نہ ان کا دل پاک ہے اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے۔ اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اس میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے میں اس شخص کو اس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں

سڑے گلے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے۔ تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں۔ کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر و فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ شاید ان کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کو اُس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں، خدا ان کو ذلت سے مارے گا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں۔ وہ جہنمی زندگی کے دن گزارتے ہیں اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے ان کے حصے میں کچھ نہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 503 تا 505)

اشتہار بتاریخ 16 اکتوبر 1903 )

آپ فرماتے ہیں:- ” ہم کیوں کر خدائے تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اس نے بار بار مجھے یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے۔ سوائے میرے پیارے بھائی کو شش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچکر

خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو۔ اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو۔ اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔“ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 ص: 547-548)

”مذہب اُس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے

اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے۔ اور دیے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔

یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّهَا** یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزانہ جلد 17 ص: 14-15)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ماننے والوں کو نجات اور سفر آخرت کی تیاری کرنے اور اپنی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:-

” اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا طیار کرے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب



تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بد قسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اُس خشک ٹھنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادت مند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لا شریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور عینوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس اتارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔۔۔ اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھو کہ مت دو۔ اور بہت جلد راسخ سازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔“

(تذکرۃ الخداتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63-64)

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ نصح پر بھرپور عمل کر کے دنیا میں وہ انقلاب لانے کی توفیق دے جو آپ علیہ السلام کے آنے کا حقیقی مقصد ہے۔ آمین